بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

شہید ناموس رسالتؐ انجینئر عامر چیمہؒ کی شہادت اور حکمرانوں کا قابل مذمت رویہ

ازل سے اس کرۂ ارض پر معرکہ حق و باطل کی کشمکش جاری ہے اور صبح قیامت تک یہ ابدی کشمکش جاری رہے گی۔ طاغوتی قوتوں نے ہر دور، ہر زمانے اور ہر عہد میں حق کی آواز دبانے کی کوششیں کی ہیں۔ لیکن شمع حق اور چراغ مصطفویؐ بولہبی شراروں سے بجھایا نہ جاسکا۔ انہی سازشی عناصر کی ریشہ دوانیاں کچھ مہینے پہلے کرۂ عالم کے مکینوں نے دیکھیں کہ خود کو ''مہذب'' اور ''روشن خیال'' اور مکالمہ و مذاکرات کے علمبردار سمجھنے والوں نے کروڑوں مسلمانوں کی سب سے مقدس اور محترم و محبوب ہستی محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں اور بے ادبیاں کیں۔ اس کا جو شدید ردّعمل عالم اسلام کی طرف سے بروقت سامنے آیا اس کا تو تصور بھی مغربی دنیا کو نہ تھا کہ راکھ کے بجھے ڈھیر سے آتش فشاں کس طرح جنم لے سکتے ہیں؟ اور وہ بیمار ملت مسلمہ کا جسد کیسے آنِ واحد میں انگڑائی لے کر شعلہ جوالہ بن گیا۔ عوامی احتجاج اور اقتصادی بائیکاٹ نے طاغوت کے علمبردار مغرب کے ہوش و حواس گم کردیئے۔ لیکن امت مسلمہ کا غیض و غضب ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا اور نہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ ہمارے ایمان اور عشق و محبت کے امتحان کا چیلنج ہے۔ اسی لئے امت مسلمہ اکیسویں صدی کے نئے غازی علم الدین شہیدؒ کے قدموں کی چاپ سننے کے لئے گوش بہ آواز تھی، نمناک آنکھیں اسی امید میں وا تھیں کہ وہ خبر کب پڑھنے کو ملے گی کہ عالم اسلام کے کسی مجاہد کا خنجر ناموس رسالتؐ کے مجرم کا سینہ چاک کرے گا؟ ابھی مظاہروں کی گونج کرۂ ارض میں دبی نہیں تھی کہ جرمنی کے سیکولر تعلیمی ادارے میں سیکولر اعلیٰ تعلیم یافتہ انجینئر عامر چیمہ شہیدؒ نے وہ کارنامہ سرانجام دیا جو مکتب و مدرسے، منبر و محراب، مسجد و خانقاہ اور مورچے و میدان جہاد میں مشغول طالب علم و استاد اور غازی و مجاہد بھی نہ کرسکے۔ سیکولر نظام تعلیم'' درس روشن خیالی'' مغربی جمہوریت کی چکا چوند اور اسلام دشمن مغربی میڈیا کا پروپیگنڈہ اور مادیت کا لتھڑا ہوا نظام بھی عامر چیمہؒ کے ''انتہا پسند'' فکر و خیال کو تبدیل نہ کرسکا۔ بلکہ ان عوامل نے الٹا ''بنیاد پرستی'' و ''انتہا پسندی'' کے بیج کو اس میں مزید توانا کردیا۔ کہاں شوق شہادت کی کٹھن اور پرُ خار وادی اور کہاں ٹیکسٹائل میں انجینئرنگ کی پی ایچ ڈی کی اعلیٰ ڈگری کا حصول۔ دو متضاد راستوں کا مسافر جس کا کوئی ربط و امتزاج دور کا بھی آپس میں نہیں۔ لیکن جب بات کائنات کی سب سے مقدس اور محبوب ترین ہستی کی عزت و ناموس کی آئی تو یہ مغربی دانش گاہ کا تربیت یافتہ ایک لمحہ میں ''انتہا پسند'' بنیاد پرست اور مجاہد کی براق صفات اوڑھ کر اس کٹھن وادیوں کا شہسوار بن گیا۔ اور کچھ روز صلیبی دہشت گردی کا شکار رہ کر اور ان کے ظلم و ستم کا نشانہ بن کر یہ عاشق رسولؐ ناموس رسالت کی خاطر اپنی جان نچھاور کرگیا۔ اور یوں عالم

اسلام اور خصوصاً پاکستانیوں کی غیرت وحمیت کی کلاہ فاخرہ میں ایک اور پیچ کا اضافہ کر گیا۔

سلام اس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے سنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ وحیدرؓ کے افسانے

اور کرو کج جبیں پہ سرِ کفن میرے قاتلوں کو گماں نہ ہو کہ غرور عشق کا بانکپن پس مرگ ہم نے بھلا دیا

اور آج اوج ثریا اور سدرۃ المنتہیٰ کی بلندیوں پر پہنچ کر یہ ذرہ آفتاب ومہتاب کی صورت میں چمک رہا ہے۔ عامر چیمہؒ کا مقام آج غازی علم الدین شہیدؒ سے بھی بڑھ کر ہو گیا ہے۔ کیونکہ آج کا عامرؒ اعلیٰ تعلیمیافتہ نوجوان تھا اور مغربی ماحول اور اسکے اداروں میں اعلیٰ ترین ڈگری پی ایچ ڈی کا حاصل کرنے والا ہی تھا' جبکہ غازی علم الدین شہیدؒ اعلیٰ عصری علوم و فنون اور مغربی ماحول کی لذتوں سے ناآشنا تھا۔ عامر شہیدؒ نے سو برس سے زائد کی پرانی تاریخ کو ازسرِ نو اپنے خون سے سینچ ڈالا اور عشاق کی تاریخ میں ایک نئی طرح ایجاد کر ڈالی۔ اور اس نے ایک ہی جست میں عشق ومحبت اور سرفروشی اور شہادت کا وہ کوہ ہمالیہ سر کر لیا جس کیلئے صدیوں کی ریاضت' طویل مجاہدے اور کلفتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام اس زمین وآسمان کو بیکراں سمجھا تھا میں

عامر شہیدؒ نے تو اپنی بساط سے بڑھ کر قربانی اور سرفروشی کی نئی داستاں رقم کر دی لیکن دوسری جانب حکومت پاکستان نے بھی بے غیرتی اور بے حسی کا ایک نیا ریکارڈ قائم کر دیا۔ حکومت پاکستان حسب سابق اپنے شہری کی گرفتاری و ہلاکت پر گنگ رہی اور اس تمام عرصہ میں اس کا کردار جرمن حکومت سے زیادہ مجرمانہ رہا۔ اس نے اس سطح کا احتجاج جرمن حکومت سے نہیں کیا جس کا کہ ایک خوددار قوم کے حکمرانوں کو کرنا چاہیے تھا۔ عامر شہیدؒ کے قتل کو خودکشی کا جامہ پہنانے میں جہاں جرمن حکومت پیش پیش ہے وہیں حکومت پاکستان بھی دبے الفاظ میں اس کی حمایت کر رہی ہے۔ کیونکہ حکمرانوں کو یہ اندیشہ ہے کہ جس طرح عامر شہیدؒ کے اس اقدام کی پاکستانی قوم نے پذیرائی کی ہے اگر اس سلسلہ کی حوصلہ افزائی کی گئی تو ان کی روشن خیالی کا بت تو پہلے چور ہے میں چکنا چور ہو جائے گا اور پوری قوم ''انتہا پسندی'' اور جذبہ جہاد سے سرشار ہو جائے گی۔ اسی لئے تحقیقات برائے نام کی جارہی ہیں اور نہ جرمن حکومت سے مزید کوئی پوچھ گچھ کی جارہی ہے۔ اور اسی طرح عامر شہیدؒ کا جنازہ بھی قصداً عجلت میں ایک چھوٹے سے گاؤں میں زبردستی پڑھایا گیا کہ اگر اسلام آباد یا لاہور میں پڑھایا گیا تو کروڑوں عوام اس میں شرکت کریں گے اور یہ امریکی نواز حکومت کیلئے برداشت سے باہر ہوتا کہ ایک ''انتہا پسند'' شہید کا جنازہ دھوم دھام سے پڑھا جائے اور کہیں ان کے گرتے ہوئے اقتدار کے درو دیوار عوامی غیظ وغضب کا شکار نہ ہو جائیں۔ اسی لئے عامر شہیدؒ کا جنازہ نہایت عجلت میں ادا کیا گیا۔ لیکن ان اوچھے ہتھکنڈوں سے عامر شہیدؒ کے قد قاٹھ اور جنازے میں کوئی کمی نہ آئی۔ پھر بھی دو لاکھ سے زائد سے افراد کا اجتماع اس موقع پر جمع ہو چکا تھا اور شام تک اس کی قبر پر پانچ چھ لاکھ افراد فاتحہ کیلئے پہنچ چکے تھے۔ پھر جس ایمبولینس میں عامر شہیدؒ کی نعش رکھی گئی تھی اطلاعات کے مطابق وہ پھولوں کی پتیوں میں ڈھکی ہوئی تھی' ہر طرف وارفتگی وسرشاری کا ایک عجیب عالم تھا اور کیوں نہ ہوتا ایک سچے عاشق رسولﷺ کی بارات خلدِ بریں کی طرف رواں دواں تھی۔